127880 ـ مسلمان بہنوں كے فائدہ والے كام ميں ركاوٹ ڈالنے والے سے شادى كرنے كا انكار كرنا

سوال

ميں ليڈى ڈاكٹر ہوں، اور اس كے ساتھ ساتھ ميں ڈاكٹريٹ كى تعليم مكمل كر رہى ہوں، ديكھا گيا ہے كہ اكثر نوجوان ملازمت كرنے والى لڑكى سے شادى كرنے سے انكار كرتے ہيں چاہے وہ دين كا التزام كرتى ہو يا التزام نہ كرتى ہو، اور چاہے ملازمت والى جگہ مرد و عورت كا اختلاط ہو يا نہ ہو...
ميرے خيال ميں تو ميں اپنى ملازمت ميں اچھى نيت ركھتى ہوں كيونكہ اس ميں مسلمان عورتوں كى عفت و عصمت ہے كہ اگر ليڈى ڈاكٹر نہ ہوں تو وہ مرد ڈاكٹر كے پاس جائينگى ..
ميں ہر اس شخص سے شادى كرنے سے انكار كرونگى كہ جو بھى مجھے ميرى ملازمت سے روك دے، كيونكہ ميرے خيال ميں يہ ميرا حق ہے، اور اس كے ساتھ ميں ايك مباح اور واقعى چيز كى بات كر رہى ہوں....
اور اگر سب اسى كو اختيار كر ليں تو پھر مسلمان نوجوان لڑكيوں كا كون پرسان حال ہو گا ؟
كيا ميں ان امور اور سوچ ميں غلطى پر ہوں يا صحيح ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اصل تو يہى ہے كہ عورت اپنے گھر ميں رہے، اور اس كى معلقہ تمام اخراجات كى ذمہ دارى اس كے نگران پر ہے چاہے وہ والد ہو يا خاوند جيسا كہ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

} مرد عورتوں پر حاكم ہيں، اس وجہ سے كہ جو اللہ تعالى نے بعض كو بعض پر فضيلت دى ہے، اور اس وجہ سے كہ انہوں نے جو ان پر جو اپنا مال خرچ كيا ہے {النساء (34).

اور جب بھى عورت كو اجرت پر كام كى ضرورت پيش آ جائے تو اس كے ليے اس كى طبعيت كے مطابق كام كرنا جائز ہے ليكن يہ كام شرعى ضوابط كے مطابق ہو اور حرام كام اور باقى تمام خرابيوں سے خالى ہونا ضرورى ہے.

اس سلسلہ ميں تفصيل آپ سوال نمبر (22397) اور (33710) كے جوابات كا مطالعہ كريں.

جب آپ يہ سمجھ گئى ہيں كہ عورت كے اصل يہى ہے كہ وہ اپنے گھر ميں ہى رہے، اور اس كا اور گھر كا نگران مرد ہے، اس كا يہ حق نہيں كہ وہ عورت كوئى اور كام كرے، چاہے وہ گھر ميں ہى كيوں نہ ہو، چہ جائيكہ وہ كام

ملازمت ہو مثلا جس طرح آج کل ملازمت ہوتی ہے لیکن اس صورت میں کہ اگر خاوند اسے اس کی اجازت دے تو پھر.

حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ہمارے علم کے مطابق تو علماء کرام کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر مسجد نہیں جا سکتی، ابن مبارك شافعی اوراحمد وغیرہ کا یہی قول ہے " انتہی

دیکھیں: فتح الباری ابن رجب (6 / 140).

لہذا علماء کرام کے متفقہ فیصلہ کے مطابق اگر بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر مسجد نہیں جا سکتی تو وہ ملازمت اور کام کے لیے کیسے جا سکتی ہے؟!

حنبلی کتب زاد المستقنع اور اس کی شرح الروض المربع میں ہے:

" عقد نکاح کے بعد عورت خاوند کی اجازت کے بغیر اپنے آپ کو مزدوری پر نہیں لگا سکتی؛ کیونکہ اس میں خاوند کا حق فوت ہو جاتا ہے "

دیکھیں زاد المستقنع (271).

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ خاوند کو حق حاصل ہے وہ اپنی بیوی کو ملازمت کے لیے جانے سے روك سکتا ہے، اور یہ واضح ہے، لیکن یہ اس صورت میں ہے جب عقد نکاح میں یہ شرط نہ رکھی گئی ہو، لیکن اگر شرط رکھی گئی ہو کہ وہ نکاح کے بعد ملازمت کریگی، یا پھر اس کی حالت سے ظاہر ہوتا کہ وہ شادی کے بعد بھی ملازمت کریگی، مثلا وہ ملازمہ ہو اور خاوند اس پر راضی ہو یا پھر خاموشی اختیار کر لے، تو پھر اسے نکاح کے بعد روکنے کا حق حاصل نہیں.

الروض المربع میں ہے:

" خاوند کو حق حاصل ہے کہ وہ بیوی کو اپنا کام کرنے سے روکے، کیونکہ اس طرح خاوند کا حق فوت ہوتا ہے؛ چنانچہ بیوی خاوند کی اجازت کے بغیر کام نہیں کر سکتی، اور اگر نکاح سے قبل وہ ملازمت کرتی ہے تو یہ صحیح ہے اور لازم ہو گی "

دیکھیں: الروض المربع (365).

اور جب خاوند کے لیے بیوی کو ملازمت اور کام کرنے سے روکنے کا حق حاصل ہے، اور سوال کرنے والی اس کو سمجھتی بھی ہے، جیسا کہ ہمیں معلوم ہو رہا ہے، تو اس کو یہ حق ہے کہ وہ مشکلات اور جھگڑے سے راحت پائے اور وہ یہ شرط رکھے کہ وہ ایسی بیوی سے شادی نہیں کریگا جو ملازمت اور کام کرتی ہے، اور وہ کوئی ایسی عورت اختیار کرے جو کام نہ کرتی ہو، تا کہ وہ اپنا وقت اور جدوجھد گھر کے لیے ہی صرف کرے اور اپنے بچوں کی تربیت کرے.

اور آپ کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ۔ آپ ایسا خاوند اختیار نہ کریں جو شادی کے بعد آپ کو ایسے کام کرنے سے منع کرے جو آپ اور لوگوں کے لیے مفید ہو، ہم اللہ تعالی سے امید رکھتے ہیں کہ وہ آپ کو اس نیك و صالح نیت کا اجروثواب عطا فرمائیگا جس کی طرف سوال میں آپ نے اشارہ کیا ہے.

اور ہم یہ بھی کہیں گے کہ ہمارے خیال میں ہر شادی کا پیغام دینے والے مرد کا یہی حال ہے کہ وہ بیوی کی ملازمت نہ کرنے کی شرط رکھتے ہوں جس کا آپ ذکر کر رہی ہیں.

اگر ایسا ہو یا پھر آپ کی اس ملازمت کی بنا پر آپ کو برابری کا صحیح رشتہ نہ ملے اور شادی میں تاخیر کا باعث بنے تو ہم آپ سے ایك اہم سوال کرتے ہیں:

کیا حکمت اور عقل مندی یہی ہے کہ آپ اسی طرح شادی کے بغیر رہیں، اور آپ کی شادی کی عمر جاتی رہے اور پھر کوئی مناسب خاوند بھی نہ مل سکے جو آپ کی عزت و اور دیکھ بھال میں مبالغہ کرے، اور آپ کو طبعی کام کی طرف گھر واپس کر دے اس بنا پر کہ آپ عورتوں کا علاج کرتی ہیں ؟!

کیا یہ معقول ہے کہ انسان اپنے آپ کو کسی ایسے معاملہ کی بنا پر نقصان دے جو واجب اور ضروری نہیں، حتی کہ اگرچہ وہ فی ذاتہ کام قابل تعریف بھی ہو، حالانکہ لیڈی ڈاکٹر کا کام کئی ایك شرعی مخالفات پر مشتمل ہے، اور پھر شرعی طور پر حرام کردہ خلوت بھی پائی جاتی ہے.

خاص کر جب وہ ملازمت کے لیے جائے، یا پھر اپنی تعلیم کرنے کے لیے ڈاکٹریٹ کرے؛ تو اس کے کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی تعلیم اور کام میں مردوں کے اختلاط سے بچ سکے؟!

ہماری نصیحت کا خلاصہ یہی ہے کہ:

آپ اپنے شرعی واجب کو ادا کریں، اور اپنے دین اور نفس کی حفاظت کریں، اور شرعی مصلحت کو مدنظر رکھتے ہوئے گھر میں بیٹھیں، اور اپنے خاوند اور بچوں میں مشغول رہیں؛ اور اگر آپ کو ایسی شادی میسر آ جائے جس میں آپ کی خواہش عورتوں کا علاج معالجہ کرنا اور مرد ڈاکٹر حضرات سے انہیں بچانا اور بچوں اور خاوند میں مشغول ہونا شامل ہو تو یہ اچھی بات ہے، اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو آپ شرعی اور معاشرتی مصحلت کو مقدم کرتے ہوئے

جلد شادی کر لیں.

اللہ کی بندی آپ کسی غائب کا زیادہ انتظار مت کریں جس کے متعلق آپ کو علم ہی نہیں کہ وہ کب آئے؛ صرف آپ دین والا اور صاحب اخلاق اپنے اور حالت کے مناسب خاوند اختیار کریں.

رہا مسئلہ مسلمان مریض عورتوں کا تو اللہ تعالی ان کے لیے آسانی پیدا فرماتے ہوئے ان کی ضرورت بھی پوری کریگا اور ان کا علاج کریگا.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کے معاملہ میں آسانی پیدا فرمائے، اور آپ کا شرح صدر کرے.

واللہ اعلم .